

- ایٹم بم کا استعمال
- کے لی سی اے کا کردار
- ماحولیاتی اجتری اور میڈیا کا کردار
- قانون اور غیر قانونی تہذبات

شہری



SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو مشورہ رکھتا ہو اور یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے۔ مارگرنٹ میڈ

اپریل تا جون ۱۹۹۸ء

حیدرآباد شہر، عظمت رفتہ کی تلاش میں

جامشور واپس تعلیمی اداروں کے لئے مشہور ہے، جن میں مہران یونیورسٹی، لیاقت میڈیکل کالج اور سندھ یونیورسٹی کیمپس شامل ہیں

واقع ہے جو اپنی مچھلی کی خصوصی ڈشوں کے لئے مشہور ہے۔ یہ کتنا ضروری نہیں کہ یہ انگلیاں چانسنے والا ذائقہ تھا۔ وہاں سے شہری کی ٹیم اپنی اصل منزل حیدرآباد شہر کے لئے روانہ ہوئی۔ حیدرآباد شہر جس کا نام اس کے بانی حیدر شاہ کلہوڑہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ عظیم دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے جو نمی آب شہر کی حدود میں داخل ہوں شہروں میں آبادی کی منتقلی کے مصائب دور سے ہی نظر آنے لگتے ہیں۔



شہری کی ایک ٹیم نے حیدرآباد کے باشندے اور 'شہری' کے سرگرم کارکن جناب سید غضنفر علی کی دعوت پر کلہوڑوں اور سروں کے قلعہ شہر حیدرآباد کا حال ہی میں دورہ کیا۔

سپہائی وے کے ذریعے حیدرآباد کا سفر اب ہائی وے کو ڈھل کر دینے کی وجہ سے اور زیادہ محفوظ ہو گیا ہے اور اب پاکستان مونروے منصوبے کو کراچی تک توسیع دینے کا پروگرام ہے۔ جس میں کراچی۔ حیدرآباد سیکشن شامل ہوگا۔ تاہم اس بات کی یقیناً اشد ضرورت ہے کہ سڑک کے کنارے واقع ہوٹلوں کی خدمات کا معیار بہتر بنایا جائے۔ صرف اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ یہ ہوٹل زیادہ سے زیادہ دھوپ میں بچاؤ کے لئے سایہ اور آرام دہ (یا تکلیف دہ) چارپائیوں پر مشہور "دودھ پی" چائے کی مختلف اقسام پیش کرتے ہیں۔

جامشور واپس تعلیمی اداروں کے لئے مشہور ہے جن میں مہران یونیورسٹی آف



سروں کے مقبرے

چھوٹے چھوٹے پلائوں پر لٹیٹوں اور پلازوں کی تعمیر کا کام ہر طرف جاری ہے۔ یہ وہ عمل ہے جو کراچی کے شہری ماحول کو پہلے ہی تباہ کر چکا ہے۔ ٹیزھی میزھی سڑکوں پر ٹریفک انتہائی غیر منظم ہے۔ نوواردوں کے لئے حیدرآباد کا دورہ مشہور "بجے بیکری" سے شروع ہوتا ہے۔ ہم نے بھی یہی کیا۔ نوآبادیاتی دور کی سرخ اینٹوں کی یہ عمارت بیکری کے بجائے کوئی دیر یا ایمگریشن آفس معلوم ہوتی ہے اور وہاں کی چل پھل دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ خاصی دھکم پیل اور افرا تفری کے بعد ٹیم کے ارکان چند کوہن حاصل کر سکے جن سے کچھ چاکلیٹ ایک

ہے جس کے ذریعے دریائی آمد و رفت کی سہولت فراہم کی گئی ہے اور کشتیوں کے گزرنے کے لئے لاگ چھینل پر بنے ہوئے ہل کے ایک حصے کو اوپر اٹھایا جاسکتا ہے۔ یہ صوبے کا سب سے بڑا آب پاشی کا منصوبہ ہے۔ اس بیراج سے چار سرس کھری بگھا، چناری، پھیلی اور لائنڈ چھینل نکلتی ہیں اور حیدرآباد شہر سے گزرتی ہیں۔ یہ سرس حیدرآباد، دادو اور ٹھٹھہ کے اضلاع کو آب پاشی کی سہولتیں فراہم کرتی ہیں۔

انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لیاقت میڈیکل کالج اور سندھ یونیورسٹی کیمپس شامل ہیں۔ جامشور شہر کے مختصر دورے کے بعد "شہری" کی ٹیم کوڑی بیراج (غلام محمد بیراج) پہنچی جو کراچی سے ۱۱۰ میل کے فاصلے پر حیدرآباد کے شمال میں واقع ہے۔ بیراج ۳۰۰ فٹ طویل ہے اور اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے کہ اس میں سے ۸ لاکھ ۷۵ ہزار کیو سکس سیلابی پانی کا ریلہ گزر سکتا ہے۔ اس میں ۶۰ فٹ چوڑے ۳۳ "بے" ہیں جن پر ۲۱ فٹ گہرے گئیس گھہ ہوئے ہیں۔ بیراج میں لاک چھینل بھی

بیراج پر ہی مشہور "المنظر ریسٹوران"

کنارے پر واقع ہے اور برصغیر کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ اس کی تاریخ زمانہ قبل از اسلام سے شروع ہوتی ہے جب شہر کے نزدیک پہاڑی سلسلے ’دکنو ٹکر‘ کو عبادت گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

جو حاق اب حیدرآباد کہلاتا ہے۔ کھمبھڑ اور میر حکمران خاندانوں کے زمانے میں اس نے بہت شاندار دور دیکھا ہے۔ ۱۷۶۸ء میں غلام شاہ کھمبھڑ نے حیدرآباد شہر کی بنیاد رکھی تھی۔ ۱۸۳۳ء تک یہ سندھ کا دارالحکومت رہا جب انگریزوں نے میانی کی جنگ میں تاپور میروں کو شکست دی تھی۔

محل وقوع :

حیدرآباد کے شمال میں ضلع نواب شاہ، مشرق میں ساکنگڑ اور تھپارکر کے اضلاع، جنوب میں سجادول اور ٹھٹھہ واقع ہیں۔ دریائے سندھ ضلع حیدرآباد کی مغربی سرحد کے ساتھ ساتھ بنتا ہے۔

صنعت :

حیدرآباد کی صنعتی اور تجارتی سرگرمیوں میں کاشن، جننگ، شیشے کا کام، چوڑیاں، چمڑے کا سامان، ٹیکسٹائل، سینٹ اور بنا سیتی گھی کی صنعتیں شامل ہیں۔ حیدرآباد اپنے ریٹیم، سونے اور چاندی کے ورق، کشیدہ کاری، چونی فرنیچر، کھڈی کی صنعت اور بھت سازی کے لئے بھی مشہور ہے۔

باقی صفحہ ۲۲ پر



یہ جان کر افسوس ہوا کہ حیدرآباد کے کئی محلے مثلاً لطیف آباد، قاسم آباد، گاڑی کھاتہ، ہیرآباد وغیرہ لسانی بنیادوں پر تقسیم ہوچکے ہیں

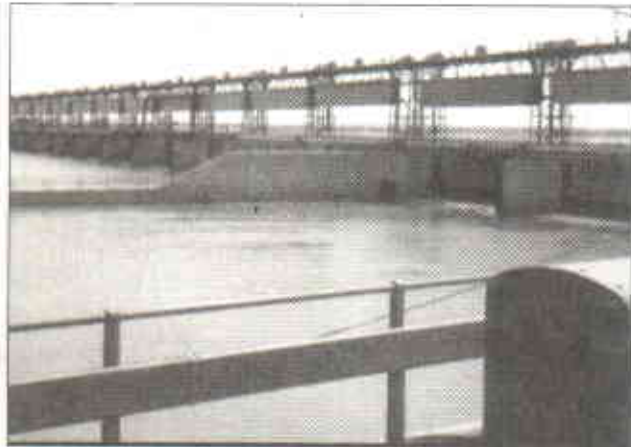
دورے کا ایک اور اہم حصہ شاہی بازار کی سیر تھی۔ یہ تجارتی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ جہاں حیدرآباد شہر کی مشہور دستکاریوں اور مصنوعات دستیاب ہیں۔ اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ شہر کے قدیم حسن کو محفوظ کیا جائے اور شہری ترقیات کے مسائل کو حل کیا جائے۔ حیدرآباد کے محبت کرنے والے اور محنتی شہریوں کو بہتر انتظامیہ کی ضرورت ہے۔

حیدرآباد شہر کے بارے میں حیدرآباد دریائے سندھ کے بائیں

خریدے جاسکے۔ تنگی مادی لیکن پر عزم ٹیم بیکری سے لطیف آباد ٹاؤن شپ روانہ ہوئی جہاں ہمیں اپنے میزبان کی رہائش گاہ پر ڈیرے ڈالنے تھے۔ راستے کے مناظر بہت افسردہ کرنے والے تھے خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو اس شہر کو ماضی میں بہت صاف سہرا دیکھ چکے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ بڑی بڑیوں کا وجود ہی ختم ہو گیا ہے۔ گلیوں میں ہر طرف پکڑا بکھرا ہوا تھا۔

جب ہم عظیم الشان قلعہ حیدرآباد کے قریب سے گزرے تو اس کی موجودہ حالت ناگفتہ بہ تھی۔ یہ جان کر افسوس ہوا کہ حیدرآباد کے کئی محلے مثلاً لطیف آباد، قاسم آباد، گاڑی کھاتہ، ہیرآباد، ہیرآباد وغیرہ لسانی بنیادوں پر تقسیم ہوچکے ہیں۔ یہ مسئلہ جتنی جلد حل ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

کراچی کی طرح میونسپل اور صنعتی استعمال شدہ پانی کو ٹھکانے لگانے کا مسئلہ یہاں بھی درپیش ہے۔ بیشتر سیوریج کا پانی صفائی کے بغیر ہی بنیاری نہریں میں بہا دیا جاتا



گڑی کھاتہ



ی 2006ء کی 2-جی ای سی ایچ ایس

کراچی، پاکستان

ٹیلی فون / فیکس 453-0646-21-21

E-mail address: shehri

@onkhura.com

(web site) URL: http://www.

onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : امین ہارون

انتظامی کمیٹی

چیرمین : قاضی فائز بیٹی

وائس چیرمین : دکتورہ ای سوزا

جنرل سیکریٹری : امیر علی جمالی

خزانی : اسیا قال ہے

ارکان : نوید حسین، اظہار

شہری اشاف

کو آڈیٹر : سراسر نور

اسٹنٹ کو آڈیٹر : محمد رحمان

شہری ذیلی کمیٹیاں

آلودگی کے خلاف : نوید حسین

تحفظ وراثت : دانش آرزو دہلی

سیرا من

میڈیا اور بیرونی روابط : حیدر رضی الحسن

جمہوری فرمان اور

قانون : قاضی فائز بیٹی، امیر علی جمالی

روایتی سوزا، دکتورہ ای سوزا، اظہار

پارکس اور تفریح : اظہار

مالی حصول : تمام ارکان

ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر

ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس

اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے

کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹر/اداری ملے کا خیر نامہ جس شائع

ہونے والے مضامین سے شائع ہونا ضروری

ہیں۔

لے آؤٹ اور پرائزن : ذیل علی لالہ

پروڈکشن : انڈیز کی ٹیلی ویژن

مالی تعاون : فریڈرک لومان فاؤنڈیشن

رکن IUCN

دی ورلڈ کنزرویشن یونین



حیدرآباد شہر کے بانیاں کلمہوڑوں کے مقبرے

پتھر سے ایک اونچے پلیٹ فارم پر بنائی گئی ہے (یہ وہی جگہ ہے جہاں اسے بے دردی سے قتل کیا گیا تھا) مقبرے پر آرائشی پینٹل بنائے گئے ہیں۔

میاں غلام نبی کلمہوڑا کا مقبرہ وشت پہلو ہے۔ دیوار میں بنی ہوئی ایک بیڑمی چھت تک جاتی ہے جس کا دروازہ جنوب مغربی سمت میں ہے۔ مقبرے کے باہر گلیزڈ ٹائلیں لگائی گئی ہیں جن پر اقلیدی اشکال اور قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔

یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ ان مشہور اور تاریخی عمارات کو مناسب تحفظ نہیں دیا گیا اور ان مقبروں سے بہت سی قیمتی اشیاء چوری کر لی گئی ہیں جبکہ مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ان کے ڈھانچے کو بھی خاصا نقصان پہنچ چکا ہے۔

حیدرآباد کے شاندار ماضی کی ان تاریخی یادگاروں کو بحال کرنے کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔



میاں غلام شاہ کے مقبرے اور محن کے چاروں طرف مٹی کی اونچی اونچی دیواریں اور بڑیاں ہیں جن کی وجہ سے یہ کسی حکمران کی آخری آرام گاہ کے بجائے کوئی فوجی چوکی نظر آتا ہے۔ مزار ایک اونچے چوکور پلیٹ فارم پر تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری پختہ اینٹوں سے تعمیر کی گئی تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ابوسیدہ ہوتی جا رہی ہے۔ مقبرہ ۳۶ فٹ بلند ہے جبکہ پلیٹ فارم ۳ فٹ دس انچ بلند ہے۔

بلند بیرونی دروازہ تین افقی پینٹل میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر در نسل کبھی رنگین گھیرے ٹائلوں سے مرصع تھا جن پر پولوں کے ڈیزائن بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے کئی ٹائلوں کو اب تک شدید نقصان پہنچ چکا ہے۔ کمرے کی دیواریں کسی زمانے میں پوری طرح آبی رنگوں سے بنے ہوئے نقوش و نگار سے ڈھکی ہوئی تھیں اور جاہل فارسی تحریریں تھیں لیکن اب بہت تھوڑا بچا ہے۔ دیواروں پر کندہ قرآنی آیات بھی اب مدہم پڑ گئی ہیں۔

اس دور کی دیگر یادگاروں کے برعکس میاں سرفراز خان کلمہوڑہ کا مقبرہ اب بھی خاصی بہتر شکل میں موجود ہے۔ قبر چوڑے

سندھ میں کلمہوڑوں کا عروج اٹھارویں صدی کے ابتدائی نصف حصے میں ہوا۔ اس دور کی سندھ کی تاریخ آویزشوں اور خانہ جنگی سے پر ہے کیونکہ کلمہوڑہ حکمران اپنے مخالفین پر اپنا اقتدار مسلط کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کلمہوڑوں کا دعویٰ تھا کہ وہ حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ کلمہوڑا حکمران اپنے نام سے پہلے 'سیان' کا لفظ استعمال کرتے تھے جس کا مطلب دنیاوی حکمرانوں کے بجائے مذہبی رہنما ہوا کرتا ہے اسی لئے انہیں 'فقیر' بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ۱۷۰۱ء سے ۱۷۸۰ء تک تقریباً ۸۰ سال تک مدبر حکومت کی۔

کلمہوڑہ حکمرانوں کے دور میں سندھ کے عظیم صوفی بزرگ شاہ عبداللطیف بھٹائی بھی گزرے ہیں۔ سندھ میں اپنی حکمرانی کے ۸۰ برسوں کے دوران کلمہوڑوں نے سات مرتبہ اپنا دارالحکومت بدلا جس کی وجوہات سیلاب، سیاسی خطرات اور دریائے سندھ کا اپنا راستہ تبدیل کرنا تھا۔

رہے اس لئے ان کے مقبرے قریب قریب نہیں بلکہ قاصلے پر واقع ہیں۔ ان مقبروں کی سب سے نمایاں خصوصیت کاشی ٹائلوں کا نقش کام ہے جو سندھی آرٹ اور دستکاری کا بہترین نمونہ ہیں۔

حیدرآباد شہر میں تین بڑے کلمہوڑا سردار میاں غلام شاہ کلمہوڑا، میاں محمد سرفراز کلمہوڑا اور میاں غلام نبی کلمہوڑا مدفون ہیں۔ چونکہ کلمہوڑا حکمران ایک جگہ نہیں

معاشرے کے تمام

طبقات کو غیر مسلح کیا جائے

تو یہ تھا کہ قیام پاکستان کے بعد سب نسل پرستی کو بھول کر پاکستانی بن جاتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ نسل پرستی سے کچھ لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا تھا۔ ان افراد یا گروپوں نے خود کو اپنی اپنی نسلی برادری کا سرپرست و محافظ مقرر کر لیا، ایسے تمام سرپرستوں کو فوری طور پر غیر مسلح کیا جائے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے بچے ہندو قتل سے کھیلنے ہوئے بڑے ہوں۔

ایک منصفانہ معاشرے میں پولیس اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں، شہریوں کے بنیادی حقوق اور قانون کے تحفظ کے لئے بنیادی لازمہ ہوتی ہیں تاہم پاکستان میں صورت حال اس گہرائی تک گڑبڑ ہے کہ پولیس حکومت کا وہ محکمہ بن گئی ہے جو سب سے زیادہ بدانتظامی کا شکار ہے۔ بعض اوقات پولیس والے یہ تصور کرنے لگتے ہیں کہ وہ ہر قانون سے بالا تر ہیں اور عوام کی خدمت کرنے کے بجائے انہیں دہشت زدہ کرتے ہیں ایسے مواقع پر ان کا سب سے بڑا ہتھیار اسلحہ کی نمائندگی اور اس کا استعمال ہوتا ہے۔

آج ہم اپنے گھروں میں بھی اور پبلک مقامات پر بھی غیر محفوظ ہیں۔ تشدد کا کلچر فروغ پا رہا ہے۔ ہم بنگاموں اور قتل کے باقی صفحہ ۲۱ پر

پچاس برس قبل برصغیر کے مظلوم عوام نے آزادی مانگی تھی۔ عدم مساوات سے آزادی، بربریت سے آزادی، ظلم و حسرت سے آزادی۔ اگرچہ ہم نے غیر ملکی حکمرانوں سے آزادی حاصل کر لی، لیکن اب ہم ایک اور جابر کے غلام بن گئے ہیں۔ یہ جابر اور بیبی زیادہ خطرناک ہے اور زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے کیونکہ نہ کوئی باہر والا اور اجنبی نہیں، نہ بنگہ سے ہیں، نہ ہی ایک ہے یہ جابر وہ شخص ہے جو ہندوؤں یا دوسرے اسلحے کا استعمال کر کے قوت کا اظہار کرتا ہے

ہرگز نہیں ہے جس میں تمام مسلمان برابر ہیں۔ یہ تو محض لوگوں کے ایک گروہ کی کج قسمی ہے جو ہمارے معاشرے کے ہر گوشے میں اپنے بازو پھیلا رہی ہے۔ اسے کیسے روکا جائے؟

سب سے پہلے تمام گروپوں کو غیر مسلح کیا جائے جن میں فرقہ وارانہ گروپ بھی شامل ہیں۔ آزادی اسی صورت میں پھولتی بھلتی ہے جب مذہب فعال ہو اور اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ خدا کے دیئے ہوئے قانون کی پابندی کی جائے۔

ایک اور برائی جو ہمارے پر امن وجود کے لئے منک و دشمن ثابت ہو رہی ہے نسل پرستی ہے۔ آزادی کے وقت بھی پاکستان کی نسلی برادریوں پر مشتمل تھا ہونا

ہے۔ اگر اخبارات پر نظر ڈالیں تو ایسی کئی مثالیں نظر آئیں گی۔ ایسا ظلم اب فوری طور پر بند ہونا چاہئے ورنہ ہمارے معاشرے میں انحطاط اور زوال کا عمل جاری رہے گا۔

سب سے زیادہ نقصان دہ بیماری جو ہمارے معاشرے کو بترتیب تباہ کر رہی ہے وہ فرقہ واریت ہے۔ یہ کوئی نئی بیماری نہیں ہے۔ اس کی جڑیں ماضی میں بہت گہری دقن ہیں۔ لیکن حال ہی میں فرقہ وارانہ بنیادوں پر قائم گروپوں کے ہاتھوں میں جدید اسلحہ آجانے سے ان کی قوت اور صلاحیت بڑھ گئی ہے۔ یہ فرقے نفرت سے تحریک پاتے ہیں اور تشدد کو تنازعات طے کرنے کا ذریعہ مانتے ہیں یہ وہ اسلام

ہمارا معاشرہ اب ایک ایسے مقام پر پہنچ چکا ہے جہاں اب اس بات پر مباحثہ ناگزیر ہو گیا ہے کہ ہمارا سماجی ماحول اب ہر قسم کے اسلحہ سے پاک ہونا چاہئے۔ رواداری کی اقدار کو فروغ دینے، تنازعات اور مسائل کے تصفیے کے لئے بحث و استدلال کو بطور اصول اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی، اختلاف رائے کا حق دینے کی اجازت، معاشرے میں کثرت وجود کے تحفظ اور جمہوریت کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ معاشرے کے تمام طبقات کو بلا استثناء غیر مسلح کر دیا جائے۔ فرد کی اظہار کی آزادی ہی دراصل آزاد معاشرے کی روح ہوتی ہے۔ ہمارے آئین نے اس بنیادی حق پر کوئی ناجائز قدغن نہیں لگائی ہے۔ دستور آرٹیکل ۱۹ واضح طور پر مکتا ہے کہ ”ہر شہری کو تقریر اور اظہار کی آزادی کا حق حاصل ہوگا“ لیکن ہمارے اس بنیادی حق کو دبا جا رہا ہے۔ کسی بھی عدم مساوات اور ناانصافی کے خلاف شہریوں کے احتجاج کو خاموش کرانے کے لئے ہندوؤں استعمال کی جارہی ہے۔ مثال کے طور پر کراچی میں غیر قانونی عمارتوں اور منصوبے کے بغیر تعمیرات ایک سنگین مسئلہ ہیں۔ ”شہری“ نے کئی مواقع پر اس سلسلے میں اپنی تشویش کا اظہار کیا



غیر قانونی تعمیرات

دولت کمانے کی بے لگام روش

کراچی کی آبادی میں ہر ماہ پچاس ہزار نفوس کے اضافے کو روکا جائے

”کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ رولز ۱۹۷۹ء اور ”سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس ۱۹۷۹ء“ کو حقارت کے ساتھ نظر انداز کر دینے کے نتائج تباہ کن ثابت ہو رہے ہیں اور یہ پاکستان کے آئین کے تحت شہریوں کو زندہ رہنے کا جو حق دیا گیا ہے اس کی بھی خلاف ورزی ہے۔ بنیادی سہولتوں پر زبردست دباؤ، سڑکوں اور کھلی جگہوں پر ناجائز تجارتوں، فضائی آلودگی، امن و امان کے مسائل یہ سب عوامل مل کر ایک ایسی انتشار کی کیفیت پیدا کر رہے ہیں جو آج ہم ہر طرف دیکھ رہے ہیں۔

بلڈرز اور ان کے سرمایہ کاری کرنے والے پارٹنرز کا مطلع نظر ”بے گھر افراد کے لئے گھر“ نہیں بلکہ دولت اور منافع کمانے کی بے لگام خواہش ہے۔

عدالتوں کا کرواؤ

شہری یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے سلسلے میں دو شعبوں میں عدالتیں مدد کر سکتی ہیں:

(۱) ججوں کو اس مسئلے کی جزئیات اور تفصیلات کے بارے میں اپنے علم و آگہی میں اضافہ کرنا چاہئے تاکہ قانونی عمل کے

غلط استعمال کو روکا جاسکے۔ بلڈرز مانیا عدالتی احکامات کو اپنی غیر قانونی تعمیراتی سرگرمیوں کو تحفظ دینے کے لئے استعمال کرتی ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل تجاویز پر غور کیا جانا چاہئے۔

(الف) عوام کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس کے تحت کے بی سی اے کی نگرانی کے بغیر کوئی

طریقے سے پوری طرح عمل ہو۔

○ بلڈرز کو خاص طور پر ہدایت کی جائے کہ وہ مزید تعمیرات نہ کرے

○ اسے کہا جائے کہ وہ پیچگی طور پر ایسی تصاویر پیش کرے جس سے تعمیرات کی موجودہ سطح کو ثابت کیا جاسکے

○ تمام خالق کا تعین کرنے کے لئے ایک کمشنر مقرر کیا جائے

کراچی شہر میں حکومتی اداروں، بیوروکریٹس، سیاستدانوں اور دیگر ہمیشہ لبرل کے سرگرم گنہگاروں سے قوانین کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے بڑے پیمانے پر غیر قانونی تعمیرات کے نریصے بلڈرز کے تعمیراتی ماحول کو متاثر کرنا کیا جا رہا ہے۔

تعمیرات نہیں کی جاسکتیں۔ اس طرح اس قانونی ادارے کو تعمیراتی کام میں مداخلت کرنے سے نہیں روکا جاسکتا (حد تو یہ ہے کہ منظور شدہ نقشے کی حد تک اسٹیٹس کے احکامات کو بھی غلط استعمال کیا جا رہا ہے)

(ب) تازہ میں اگر بظاہر مزید تحقیقات کی ضرورت ہو تو اسٹیٹس کو آرڈر جاری کیا جاسکتا ہے تاہم عدالت کو اس امر کو یقینی بنانا چاہئے کہ حکم انتہائی پر مندرجہ ذیل

○ کے بی سی اے کو ہدایت کی جائے کہ اگر اسٹیٹس کی خلاف ورزی کی جائے تو وہ فوری طور پر عدالت کو مطلع کرے

○ ضلعی انتظامیہ اور پولیس کو ہدایت کی جائے کہ وہ عدالتی احکامات پر عملدرآمد کی مانیٹرنگ کریں۔

(ج) عدالت کی جانب سے کے بی سی اے کو واضح طور پر مطلع کیا جائے کہ اس کی حیثیت کے بارے میں کوئی حکم انتہائی

نہیں ہے وہ قانون اور اپنے اختیارات کے تحت ہر وقت کارروائی کر سکتی ہے اور اگر بظاہر اس کے قانونی فرائض اور عدالتی احکامات کے درمیان کوئی تضاد نظر آئے تو عدالت کی جانب سے اس کی فوری وضاحت ہونی چاہئے۔

(د) چونکہ کے بی سی اے اور تعمیرات سے متعلق معاملات عوامی مفادات کے امور ہیں، لہذا کارروائی جلد از جلد ہونی چاہئے، کیونکہ تاخیر سے صورت حال خراب ہوگی اور انصاف کا مقصد ختم ہو جائے گا۔

(ہ) متعلقہ شہریوں اور این جی اوز کو معادن کی حیثیت سے عدالت کی مدد کرنے کی دعوت دی جائے، (خاص طور پر ایسے کیسز کے لئے ہفتے یا پندرہ دن میں ایک باقاعدہ دن مقرر کر دیا جائے)

(۲) عدالتیں اس امر کو یقینی بنائیں کہ سرکاری ادارے (کے ڈی اے، کے بی سی اے، ڈیوڈنل اور ضلعی انتظامیہ، پولیس، ضلعی رجسٹرار، لیڈر اور پولیس کے ادارے کے ای ایس سی، کے ڈی ایس بی، ایس ایس جی سی ایل، پی ٹی سی ایل وغیرہ)

تعمیراتی ماحول کے سلسلے میں اپنے قانونی فرائض انجام دے رہے ہیں اور غیر قانونی تعمیرات کی حوصلہ افزائی نہیں کر رہے ہیں۔

قانون کی بالادستی برقرار نہ رکھنے والے حکام یا عدالتی احکامات کی خلاف ورزی کرنے والے افسران کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

جب تک موجودہ افسوس ناک صورت حال خاصی حد تک بہتر نہ ہو جائے اور بیک لاگ ختم نہ ہو جائے عدالتوں کو (ہائی کورٹ کے ممبر انپکشن ٹیم کی مدد سے) باقاعدگی کے ساتھ مذکورہ اداروں کی کارکردگی کا معائنہ کرتے رہنا چاہئے خصوصاً

- (الف) کے بی سی اے اور تعمیرات سے متعلق مقدمات کی ضلعی عدالتوں اور ہائی کورٹ میں ہیری
- (ب) ایس بی سی او کے تحت فوجداری کارروائی کی ہیری
- (ج) ناجائز تعمیرات کا اہتمام
- (د) غیر قانونی تعمیرات میں یوٹیلیٹی کنکشنز کا انقطع
- (ه) لیزر کی جانب سے لیزر کا منسوفی

کے بی سی اے کا روادار

شہر کے تعمیراتی ماحول کو کنٹرول کرنا بنیادی طور پر کے بی سی اے کی ذمہ داری ہے، دوسرے حکومتی ادارے محض امدادی کردار ادا کرتے ہیں۔

کے بی سی اے کے افسران کی صفوں میں کرپشن کی وجہ سے ہی غیر قانونی تعمیرات کی شکل میں ”سونے کی کان“ کھل گئی ہے اور اپ ایک ”گولڈرش“ دکھائی دیتا ہے۔ اس لوٹ مار میں دوسرے سرکاری افسران، سول انتظامیہ کے حکام، یوٹیلیٹی کمپنیوں اور پولیس کے حکام، وزراء، سیاست دان غرض کہ ہر شخص اپنا اپنا حصہ چاہتا ہے۔

شہری اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقدامات تجویز کرتے ہیں۔

(۱) کے بی سی اے فوری طور پر غیر قانونی عمارتوں کے تمام غیر قانونی حصے مکمل طور پر تلام کر دے۔ عمارت میں صرف دو تین سو راخ کر دینے سے مقصد پورا نہیں ہوگا بلکہ ”ٹورا کشتی“ میں اور اضافہ ہوگا۔

(۲) عمارت سربراہ کرنے سے متفقہ پورا نہیں ہوتا کیونکہ کے بی سی اے، ضلعی انتظامیہ اور پولیس سیل توڑنے پر کوئی کارروائی نہیں کرتے ناجائز تعمیرات بالا تر بحال ہو جاتی ہیں۔ سربراہ کرنے کے عمل کو اہتمام کا تبادلہ نہ بنایا جائے۔

(۳) کے بی سی اے غیر قانونی تعمیرات،

اردو اور گجراتی کے ممتاز اخبارات میں ایک مرتبہ نمایاں طور پر اشتہار شائع کرائے جس میں غیر قانونی طور پر تعمیر کی جانے والی کثیر المنزلہ عمارتوں کی فہرست ہو تاکہ عوام کو معلومات اور انتباہ ہو۔ (نئی مکانات میں چھوٹی موٹی خلاف ورزیوں کی فہرست دینے کی ضرورت نہیں)

- سوک سینٹر گلشن اقبال میں کے بی سی اے کے ”پبلک انفارمیشن کاؤنٹر“ سے منظور شدہ نقشوں کی تفصیلات اور نقول دستیاب ہوں گی۔
- کہ وہ ان تعمیراتی منصوبوں میں رقم نہ



- لگائیں جن کے لئے کے بی سی اے نے باقاعدہ این اوسی جاری نہ کیا ہو۔
- کہ کے بی سی اے کے جاری کردہ باقاعدہ سٹیل اور قبضے کے سرٹیفکیٹ کے بغیر عمارت کا قبضہ لینا تعزیری جرم ہے۔
- (۵) کے بی سی اے ہر ماہ ضلعی عدالتوں میں زیر ساعت مقدمات کے بارے میں ہائی کورٹ کو مکمل گوشوارہ پیش کرے۔
- فضول مقدمے بازی اور عدالتی احکام کی غلط توضیح اور استعمال کو کم کرنے کے لئے کے بی سی اے ایل وکلاء کی خدمات حاصل کرے۔
- (۶) کے بی سی اے کے جو افسران غفلت یا بد عنوانی کے مرتکب ہوں ان کے خلاف

- میں لوٹ مندرجہ ذیل لوگوں کے خلاف ایس بی سی او ۷ کے تحت فوری اور سخت قانونی کارروائی کرے۔
- بلڈرز اور مالکان
- آرکیٹیکٹس اور انجینئرز
- غیر قانونی قائمین
- گتہ جو ذکر کرنے والے کے بی سی اے کے افسران اور انہیں اور بلڈرز کو دو سال قید کی سزا دینے کا مطالبہ کرے اس وقت جن چند مقدمات کا فیصلہ ہوا ان میں صرف ۲۰ ہزار روپے کا محکمہ خیر جرمانہ کیا گیا۔ کیسز احتساب کمشنر کو بھی بھیجے جائیں۔
- (۳) کے بی سی اے ہر مہینے انگریزی

تھکانہ کارروائی کی جائے اور انہیں ملازمت سے برطرف کیا جائے۔ ان کے خلاف ایس بی سی او ۷ کے تحت فوجداری کارروائی بھی کی جائے۔

(۷) کے بی سی اے عدالتوں کی مدد کرنے اور صحیح حقائق پیش کرنے کے لئے پہلی یا دوسری پیشی پر اپنے سینئر افسران (ڈی سی یا سی او بی) کو بھیجے۔ (یہ اس صورت میں اور بھی موثر ہوگا جب ہفتہ وار بنیاد پر غیر قانونی تعمیرات کے مقدمات کی ساعت کے لئے ”ہرین شیخ“ مقرر کئے جائیں)

کے بی سی اے موجودہ خطرناک صورت حال کو موثر طور پر کنٹرول کر سکتے ہیں (جیسا کہ فی الوقت ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کر رہی ہے اور موجودہ رجحان کو موثر طریقہ سے برطرف کر سکتا ہے بشرطیکہ حکومت مطلوب سیاسی عزم کا مظاہرہ کرے)

دوسرے قانونی اداروں اور

یوٹیلیٹی ایجنسیوں کا کردار

اس کھیل کے دوسرے کھلاڑی بھی مسائل ٹھیک کرنے میں بہت کچھ کر سکتے ہیں، اس ضمن میں شہریوں کی تجویز ہے کہ (۱) ضلعی انتظامیہ اور پولیس عدالتی احکامات پر عملدرآمد کی سختی سے گھرائی کریں۔ بلڈرز کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے عدالتی احکامات کی غلط توضیح کا خاتمہ کیا جائے اور کے بی سی اے کو فوری اور موثر امداد فراہم کی جائے۔

(۲) کے بی سی اے جب کسی عمارت کو غیر قانونی قرار دے تو یوٹیلیٹی کمپنیاں فوری طور پر سپلائی منقطع کریں۔ خاص طور پر بجلی منقطع کرنے سے بہت فرق پڑے گا۔ کے ای ایس سی کو ایسے بلڈرز اور قائمین کے خلاف قانونی کارروائی کرنی چاہئے جو ”مکذہ“ استعمال کرتے ہوں۔ کے ای ایس سی، ایس ایس جی سی ایل کے ڈبلو ایس بی اور پی بی سی ایل باقاعدگی سے ڈس کنکشن کے بارے میں ہائی کورٹ کو ماہانہ رپورٹ بھیجیں۔

۳) لینڈ لیزر (کے ایم سی) بورڈ آف ریونیو کے ڈی اے، پی ای سی ایچ ایس اور ہاؤسنگ سوسائٹلی) ترقیاتی قوانین کی خلاف ورزی پر فوری طور پر لیز کی شرائط کے مطابق لیز منسوخ کر دیں۔ منسوخی کے بارے میں باقاعدگی سے ہائی کورٹ کو ماہانہ رپورٹ بھیجی جائے۔

حرف آخر

پاکستان کے نظام میں تبدیلی کی تازہ ہوا چل رہی ہے۔ شہری اپنے حقوق اور ذمہ داریوں سے زیادہ آگاہ ہو رہے ہیں وہ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ اس شہر کے مالک شہری ہی ہیں اور وہی وزراء، ارکان قومی اسمبلی، پیورکریٹس اور دوسرے سرکاری

حکام کی تختیاں ادا کرتے ہیں جن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کی املاک اور ان کے حقوق کی حفاظت کریں۔

اس کے ساتھ ہی تمام شہریوں کو اس بات کا بھی احساس ہونا چاہئے کہ مذکورہ بالا کا تعلق اس مسئلے کی صرف ایک علامت سے ہے جو کراچی شہر کو اپنی پیٹ میں لے رہا ہے۔ یعنی بڑھتی ہوئی آبادی کا مسئلہ، حکومت سندھ کو ہنگامی بنیادوں پر اس مسئلے کے اسباب سے نمٹنا چاہئے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ

○ کراچی کی آبادی میں ہر ماہ ۵۰ ہزار نفوس کے اضافے کو کم کیا جائے اور دیہی علاقوں سے آبادی کی شہروں کو منتقلی کم

از کم پچاس فیصد کم کی جائے۔

○ شہری آبادی میں اضافے کے پیش نظر مضافات میں زمینوں اور رہائشی سولتوں کو ترقی دی جائے، اندازہ ہے کہ ۲۰۱۵ء تک اس میگا پولس کی آبادی ۲۰۶۵ ملین ہو جائے گی۔

○ مناسب بنیادی سولتوں (پانی، بجلی، سیوریج، کچرہ اٹھانے، اسکول، پارک، ہسپتال وغیرہ) کو مضافاتی علاقوں بشمول کے ڈی اے اسکیم نمبر ۳۳، ۳۶ اور تارتھ کراچی میں بھی ترقی دی جائے تاکہ اندرون شہر آبادی کا دباؤ کم ہو۔

○ ایک موثر ٹرانسپورٹ کے نظام کو ترقی دی جائے (جس میں ماس ٹرانزٹ، ٹارڈن اور سدرن بائی پاس اور مناسب

بس اسٹینڈ بھی شامل ہوں) تاکہ مضافاتی علاقوں کو اور زیادہ پرکشش بنایا جاسکے۔

○ اندرونی شہر جو گودام اور منڈیاں، مٹھانی کا سبب بن رہی ہیں انہیں بائی پاس پر منتقل کیا جائے۔

حکومت ان مسائل کا حل تلاش کرے اور مناسب ترقیاتی پروگرام بنائے اور قانون سازی کرے۔ شہریوں اور پریشر گروپس کو چاہئے کہ وہ حکومت کو ایسا کرنے کے لئے مجبور کریں۔

(رو لینڈ ڈی سوزا الیکٹریکل انجینئر اور شہری برائے بہتر ماحول کی لیجکل سب کمیٹی کے رکن ہیں)



شہری فوٹو ایلم



ہماری نئی نسل میں ماحولیاتی شعور بڑھ رہا ہے



ایک پارک میں تجاوزات



پیدل سڑک پار کرنے کے لئے بنائے گئے پل زیادہ مفید ثابت نہیں ہوئے



اپتالوں کے فضلہ کو ٹھکانے لگانے کا نامناسب طریقہ باعث تشریش ہے



ضمانت میں دیتا۔ موجودہ بنیادی حقوق کو اور زیادہ "سبز" بنانے کی ضرورت ہے (جیسا کہ بھارت میں کیا گیا حالانکہ یہ ریاست اور شہریوں کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ ماحول محفوظ کریں۔)

اگر ہمارے صحت مند ماحول کے حق دلانے ۵۰ ایسے لوگوں کے سپرد کیا جائے جو اس کام کے لئے مناسب بھی نہ ہوں اور انہیں اس کی تربیت بھی نہ ہو تو اس سے فائدہ پہنچنے کے بجائے مزید تباہی پھیلے گی۔ لہذا ان حقوق کو سبز (گرین) بنانے سے قبل ذہنوں کو سبز (گرین) بنایا جائے



وہ شہری جو ناخوشگوار تعمیرات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اپنے ماحولیاتی مسائل کو مداوا چاہتے ہیں انہیں معدوم بنادینے کے لئے حکومتیں کو تیار کرنا چاہئے۔

اب تک ہم نے صرف مخالف گواہوں کے بارے میں سنا ہے لیکن مخالفت کیجئے؟ یہ ایک قطعی مختلف مسئلہ ہے جس پر قابو پانا خاصا دشوار ہے۔ پائیدار ترقی، ماحولیاتی قانون یا ماحولیاتی انحطاط، فضا، شور اور پانی کی آلودگی یہ سب نعرے کی حد تک اچھے لگتے ہیں لیکن اس لغات کی ابتدائی تعریف کیا ہے۔ قانون کے طلبہ کی تو بات جانے دیجئے، اس پر بھی بڑے اطمینان کے ساتھ شرط لگائی جاسکتی ہے کہ پیٹنج کے ارکان بھی اس سے بے خبر ہیں۔ اس سے اس منطق کی نفی ہوتی ہے کہ ہو سکتا ہے وہ کسی ایسی چیز کو روک دیں یا اجازت دے دیں جس کے بارے میں وہ خود کچھ نہیں جانتے۔

ہمارے چیتے ملک میں جہاں زمین خصوصی طور پر صاف ستھرے ماحول کی

ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ ماحول کا رشتہ معاشیات سے جڑا ہوا ہے۔ ماحول کے تحفظ کا مطلب ترقی یا عدم ترقی کے درمیان انتخاب نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ ترقی کیسے کی جائے۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق ماحولیاتی انحطاط کے تدارکی اقدامات کی لاگت، احتیاطی تدابیر کی لاگت سے زیادہ ہوتی ہے۔

معاشی سرگرمیوں کے فوائد میں اکثر مبالغہ آرائی کی جاتی ہے اور ماحولیاتی نقصان کی لاگت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس سے ہم میں یہ غلط ذہنی رویہ پیدا ہوتا ہے کہ ماحولیاتی وسائل "مفت" دستیاب ہیں اور ان سے کوئی بھی فائدہ

شہری مسائل کا مداوا

عدالتوں کو

سبز بنانا

ضروری ہے

مسئلہ غربت کے

تلاش کر دیا ہے کہ

ماحولیاتی بہتری سے

متاثر ہونے والے لوگ

اکثر دوسرے ہوتے

ہیں جبکہ ترقیاتی

سرگرمیوں سے فائدہ

انہماگنے والے اور ہیں



شہری کی رکن

کے لئے اعزاز



ثناء منہاس "شہری" کی رکن اور پیٹنج کے اعتبار سے وکیل ہیں۔ وہ حال ہی میں میرٹ کے ساتھ ایک سالہ اسکالرشپ پروگرام مکمل کر کے برطانیہ سے واپس آئی ہیں اس کے علاوہ انہیں دو بار قارئین برٹینیا پر - میگزین ایوارڈ ۱۹۹۶/۹۷ء سے بھی نوازا گیا ہے۔ یہ ایوارڈ پانے والوں کا انتخاب ان کے شاندار تعلیمی ریکارڈ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اور اس بات کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے کہ ایوارڈ ہولڈرز برطانیہ سے اپنے وطن واپس آکر کتنا اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ثناء اکرم منہاس اس وقت شہر کے ایک مشہور وکیل کی معاون کے طور پر کام کر رہی ہیں۔ ان کی دلچسپی کا اہم شعبہ دستوری قانون اور خصوصیت کے ساتھ ماحولیاتی قانون ہے۔ شہری اپنی قابل قدر رکن کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور مستقبل میں اپنی تمام کاوشوں میں ان کی کامیابی کے لئے دعا گو ہے۔

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کا کردار

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے اختیارات اور عملدرآمد کے طریق کار کے بارے میں کئی غلط فہمیاں ہیں جن کی وضاحت کی ضرورت ہے تاکہ شہری کے بی بی اے کے کردار کو زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

تین شعبوں کی وضاحت کرنا لازمی ہے۔
 ○ کے بی بی اے کے اختیارات
 ○ عملدرآمد میں مشکلات
 ○ بہتری کے لئے تجاویز
 کے بی بی اے کے اختیارات
 مقاصد :

منصوبہ بندی میں باقاعدگی پیدا کرنا
 تعمیراتی معیار میں باقاعدگی
 تعمیراتی کنٹرول میں باقاعدگی
 وصول کی جانے والی قیمتوں میں
 باقاعدگی

پائوں اور بلڈنگوں کی فروخت کی
 پہلی میں باقاعدگی پیدا کرنا
 خطرناک اور خستہ حال عمارتوں کے
 انہدام میں باقاعدگی

مذکورہ بالا مقاصد پر عملدرآمد کے
 اختیارات

یکشن - ۵ = پائوں کی فروخت
 یکشن - ۶ = نکتوں کی منظوری
 یکشن - ۷ = ناجائز تعمیرات کے

انہدام کے اختیارات
 یکشن - ۸ = پیشہ ور افراد کو لائسنس کا
 اجراء
 یکشن - ۹ = ہڈرز اور ڈیو پلرز کو
 لائسنس کا اجراء
 یکشن - ۱۱ = عمارتوں اور پائوں کا
 باہم معائنہ
 یکشن - ۱۲ - ۱۳ = این او سی جاری
 کرنے کے اختیارات اور قیمت فروخت
 میں باقاعدگی پیدا کرنا

یکشن - ۲۱ - ۱۷ = کے تحت اٹھارنی کو
 سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس کے
 مقاصد کی تکمیل کے لئے قواعد و ضوابط
 مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

مشکلات اور رکاوٹیں

بظاہر تو مذکورہ بالا اختیارات مطابق
 اختیارات معلوم ہوتے ہیں لیکن
 عملدرآمد کے دوران بعض مشکلات اور
 رکاوٹیں درپیش آتی ہیں جو یہ ہیں:
 ○ مقامی انتظامیہ پولیس اور یونٹیلیٹی
 سروسز کی جانب سے عدم تعاون
 ○ خلاف ورزی کرنے والوں کے حق
 میں آئے دن حکم انشائی کا اجراء

○ عدالتی احکامات کا غلط استعمال
 ○ سیاسی مداخلت
 ○ مختلف دفاتر مثلاً بورڈ آف ریونو کے
 ایم سی کے ڈپٹی ایس بی کے ای ایس سی
 وغیرہ کے درمیان رابطہ نہ ہونا
 ○ بلڈنگ کنٹرول کے فرائض مختلف
 ایجنسیوں کے پاس ہونا جن کے تعمیراتی
 قوانین یکساں نہیں ہیں۔

اصلاح کے لئے تجاویز

حالیہ مہینوں میں کچھ اصلاحات پہلے ہی
 کی جا چکی ہیں۔ بلڈنگ کنٹرول کے سلسلے
 میں سخت کنٹرول اور موثر اقدامات
 ○ پبلتھ لیول این او سی
 ○ منصوبے کی تشہیر اور فروخت کے
 بارے میں کے بی بی اے کی باقاعدہ
 منظوری عوام کے علم میں لائی گئی ہے اور
 کارروگی کو شفاف بنایا گیا ہے۔
 ○ عدالتوں خصوصاً ہائی کورٹ میں
 کارروگی کو بہتر بنایا گیا اور مختصر مدت میں
 خاصے بہتر نتائج حاصل کئے گئے
 ○ عدالتی احکامات کے مطابق انہدام
 اور سرہم کرنے کی کارروائیاں کی گئیں۔
 ○ کے بی بی اے میں انتظامیہ کی تنظیم

نو کی گئی ہے جس میں عملے کے خلاف
 تعزیری کارروائی بھی کی گئی ہے۔ ۲۲۹
 معطل کئے جانے والوں میں سے ۱۳ کے
 خلاف اب بھی تحقیق جاری ہے۔
 ○ غلط کار پرو فیشنلز اور ہڈرز کے
 لائسنسوں کی منسوخی

مزید اصلاح کے لئے تجاویز

○ این بی سی او ۷ اور قواعد میں
 ترمیم (پہلے ہی کام جاری ہے)

یونٹیلیٹی سروسز کے ساتھ رابطہ

○ کے بی بی اے کی جانب سے کسی
 عمارت کو غیر قانونی یا ناجائز قرار دینے
 جانے کے بعد کوئی یونٹیلیٹی سروس فراہم
 نہ کی جائے
 ○ این او سی یا عارضی کنکشن میں
 صرف اسی مدت کے لئے توسیع کی جائے
 جو بلڈرز کو دی گئی ہو۔
 ○ باقاعدہ کنکشن صرف اسی صورت
 میں بندہ دن میں دیے جائیں جب تکمیلی
 پلان یا این او سی کی صورت میں این او
 سی دے دیا جائے۔
 ○ رجسٹریشن کے قانون میں تبدیلی اور
 باقی صفحہ ۲۲ پر

شہری کی سرگرمیاں



رویلنڈی سوزا، اردشیر کاوس، جی، ہنس مسیح الدین احمد اور قاضی فائز عیسیٰ خطاب کر رہے ہیں

قانون اور کراچی میں

غیر قانونی تعمیرات!

شہریوں کو چاہئے کہ کے بی

سی اے کے ڈی اے انتظامیہ یا

عدالتوں پر ذمہ داری ڈالنے کے

بجائے خود متعلقہ قوانین کے

بارے میں آگہی کا مظاہرہ

کریں



بات پر زور دیا کہ آئندہ بھی بیج صاحبان اس سلسلے میں زیادہ کڑی نظر رکھیں۔ اس سے قبل ”شہری“ کے چیئرمین قاضی فائز عیسیٰ نے افتتاحی کلمات کے ساتھ ہیر سٹریٹیم الرحمان کو اپنا مقالہ پیش کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے کراچی میں غیر قانونی انداز میں بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر کے مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس ضمن میں عام شہریوں اور وکلاء کے درمیان زیادہ آگہی کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے اور شہر کے مفادات کی بہتر انداز میں نگہبانی کر سکیں۔ انہوں نے بلڈرز کی جانب سے افتتاحی احکامات حاصل کر کے اور پھر اپنی غیر قانونی تعمیراتی سرگرمیاں جاری رکھنے کے طریقے کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور زور دیا کہ قانون کا نفاذ سختی سے ہونا چاہئے اور قانون کی مناسب وضاحت ہونی چاہئے۔

انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ بیجوں اور وکلاء کے کام کا

”شہری“ نے گزشتہ دنوں مقامی ہوٹل میریٹ میں فریڈرک ٹومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے ایک سیمینار منعقد کیا۔ سیمینار کا موضوع ”قانون اور کراچی میں غیر قانونی تعمیرات“ تھا۔ سیمینار کی صدارت سٹریٹس مسیح الدین احمد نے کی۔ اپنی صدارتی تقریر میں انہوں نے کہا کہ شہر میں تعمیراتی قوانین کی خلاف ورزی، استثناء کے بجائے عام معمول بن چکی ہے۔ شہریوں کو چاہئے کہ کے بی سی اے کے ڈی اے، شہری انتظامیہ یا عدالتوں پر ذمہ داری ڈالنے کے بجائے خود متعلقہ قوانین کے بارے میں شعور اور آگہی کا مظاہرہ کریں تاکہ انہوں نے کہا کہ کراچی میٹنگ کنٹرول اتھارٹی کے محکمہ قانون کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

ہنس مسیح الدین نے ماحولیاتی انحطاط کے خلاف جدوجہد میں اعلیٰ عدالتوں کے کردار کی تعریف کی اور اس



شہری کے سیمینار کے شرکاء



جناب فہم الرحمن



سینار کے شرکاء

ترمیم کا مطالبہ کیا اور انہیں ذمینی حقائق سے متعلق بنانے پر زور دیا، انہوں نے کہا کہ سیاسی اثر و رسوخ کے ذریعے قوانین کو جھکانے کا سلسلہ بند ہونا چاہئے۔

مہمان خصوصی جناب آرد شیر کاؤس جی نے اس بات کو سراہا کہ موجودہ ڈی جی کے ڈی اے شاہ محمد مصباح، بد عنوان سیاست دانوں، افسروں اور بلڈرز کی جانب سے کے بی سی اے کے کام میں مداخلت کی مزاحمت کر رہے ہیں۔ انہوں نے مسٹر ولینڈ ڈی سوزا، قاضی فائز حسین، امیر علی بھائی اور شہری کے ارکان اور عملے کی کوششوں کو سراہا جو شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے سرگرمی سے جدوجہد کر رہے ہیں۔

ججوں اور وکلاء کے کام کا معیار گرتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے حصول انصاف میں دشواریاں پیش آرہی ہیں

کشمیر کراچی ڈویژن، میر حسن علی نے زور دیا کہ کے بی سی اے کے کردار کو زیادہ شفاف بنایا جائے اور اس کا احتساب کیا جائے انہوں نے اس سلسلے میں ”شہری“ کے کردار کو سراہا۔

ایسوسی ایٹن آف بلڈرز اینڈ ڈویلپرز کے نمائندے فردوس ہیم نے اس مسئلے کے بارے میں بلڈرز کا موقف پیش کیا۔ انہوں نے تیسری قانون میں مناسب

سیاسی مداخلت اور مختلف اداروں کے درمیان رابطے کا فقدان شامل ہیں۔ انہوں نے کے بی سی اے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے مختلف اقدامات کی بھی تفصیلات بتائیں۔

شہری کے رکن مسٹر ولینڈ ڈی سوزا نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ اس بحران کے خاتمے کے سلسلے میں عدالتوں، کے بی سی اے اور دیگر ادارے کیا ممکنہ تیسری قانون کی طرف ادا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے ”شہری“ کی جانب سے متعدد تجاویز پیش کیں۔

معیار بھی گرتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے حصول انصاف میں دشواریاں پیش آرہی ہیں۔ انہوں نے حکومت اور نوکری شہری کاموں کو زیادہ شفاف بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔ میر سٹر فہم الرحمن نے کہا کہ غیر قانونی تعمیرات کی وجہ سے شہری سولہوں کے نظام پر زبردست دباؤ پڑ رہا ہے۔ انہوں نے فلاحی پلانوں پر بلند عمارتیں تعمیر کرنے کی بھی مذمت کی۔

کے ڈی اے اور کراچی بلڈنگ کنٹریول اتھارٹی کے ڈائریکٹر جنرل شاہ محمد مصباح نے اپنے مقالے میں کے بی سی اے کے کردار پر روشنی ڈالی انہوں نے ادارے کے اغراض و مقاصد اور قانونی اور انتظامی اختیارات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ کے بی سی اے کے کام میں کئی دشواریاں حائل ہیں جن میں مقامی کامیہ اور خدمات فراہم کرنے والے اداروں کا عدم تعاون، غلط کام کرنے والوں کے حق میں انتہائی احکامات کا اجراء، عدالتی احکامات کا غلط استعمال،



شہری کے لئے رضا کاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں دن چھ دن کی کمیٹیوں کی وساطت سے

چائے پاتے ہیں۔

○ کلبوں کے خلاف۔

○ سینا اور پولی روالہ (نورڈ لٹرن)

○ قانونی (شہر پولی مارچیں)

○ تحفظ اور رہنمائی (مارچیں)

○ پارکس اور تفریح

○ مالی حصول

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مددگار (کمپن) کرنا چاہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون لکھیں ڈی ای میل کے ذریعے شہری کے سیکرٹریٹ سے رابطہ کریں۔



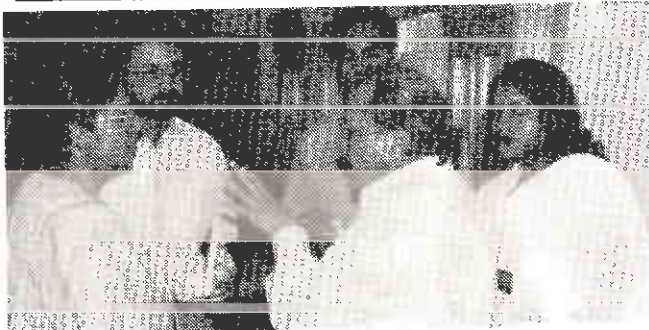
شاہ محمد مصباح اور میر حسن علی



پاکستان میں ماحولیاتی ابتری اور میڈیا کا کردار

جس طرح دیگر مسائل، یعنی صحت، تعلیم، انسانی حقوق وغیرہ کے بارے میں عوامی شعور پیدا کرنے کے لئے پرنٹ اور الیکٹرانک وغیرہ شائع ہوتے رہتے ہیں جبکہ اردو اور علاقائی زبانوں کے اخبار اور جرائد کی ترجیحات مختلف ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد اپنی اشاعت کو فروخت کرنا ہے۔ جس کے لئے وہ سیاسی اور سنسنی خیز خبروں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سرکاری کنٹرول ہونے کی وجہ سے ان کی نشریات میں ماحول پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی



قاضی فائز عیسیٰ اور امیر علی بھائی مہمانوں کے ہمراہ

شہری سی بی ای نے گزشتہ دنوں پاکستان میں ماحولیاتی چیلنج اور میڈیا کے کردار کے موضوع پر ایک مذاکرے کا اہتمام کیا۔ اس کا مقصد تقریب میں شریک ہونے والے ممتاز شہریوں اور مقررین کے

میڈیا اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ اسی طرح ماحول کا مسئلہ بھی نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ الیکٹرانک میڈیا یعنی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سرکاری کنٹرول ہونے کی وجہ سے ان کی نشریات میں ماحول پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی۔ نیز انگریزی زبان میں شائع ہونے والے اخبارات اور جرائد میں ماحولیات پر مسلسل مضامین

اردو اور علاقائی زبانوں کے اخبارات
اور جرائد کی ترجیحات مختلف ہیں
ان کا بنیادی مقصد اپنی اشاعت کو
فروخت کرنا ہے

باہمی تبادلہ خیال سے ماحول کی بہتری کے ذمہ دار افراد اور اداروں کی نشاندہی، ماحول کے بارے میں عوامی شعور پیدا کرنے اور ماحول کی بہتری کے لئے ممکنہ اقدامات کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔ تقریب کے مقررین میں جناب جاوید جبار، محسن علی جزل فیجر پاکستان ٹیلی ویژن کراچی، قمر علی عباسی، ڈائریکٹر جنرل ریڈیو پاکستان کراچی، فلم پروڈیوسر شیریں پاشا، دھانے کاؤس جی، عذرا سید، دی نیوز کراچی، غلام محی الدین جنگ کراچی اور فرحان انور ایڈیٹر انگلش شہری نیوز شامل تھے۔ اس سیمینار کا انعقاد فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے کیا گیا تھا۔ شہریوں کی کثیر تعداد نے اس تقریب میں شرکت کی اور تقاریر کے بعد بحث مباحثے میں پراستیتاق حصہ لیا۔



○ درہ کے علاقے میں ہتھیار بنانے والوں کو حدف افواج کے لئے ہتھیار تیار کرنے چاہئیں اور عوامی فروخت کو ختم کر دینا چاہئے۔
شہری، سی پی ایل سی اور ایچ آر سی پی وفاقی اور صوبائی حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کو محفوظ اور بہتر ملک بنانے کے لئے اس قرارداد پر فوری عملدرآمد کروائیں۔

بقیہ ⇨ شہری سرگرمیاں
○ حکومت کو چاہئے کہ وہ معاشرے کو اسلحہ سے پاک کرنے کی پالیسیاں اختیار کرے اور ان کے نفاذ سے مرحلہ وار ہر قسم کے ہتھیار ضبط کر لئے جائیں۔
○ ہر وہ شخص جو ہتھیار ضبط کروانے میں معاونت کرے اسے ہر ہتھیار کی مارکیٹ قیمت کا ۲۵ فیصد رقم بطور انعام دی جائے۔



قمر علی عباسی کی خوش گفتاری پر مسکراہٹیں



نوید حسین اپنے مہمانوں کے ساتھ



حاضرین کے سوالات کی تقاریر



محسن علی کی سوچ بچار اور قمر علی عباسی کی بے خیالی